© rasailojaraid.com

ہوئی‘ درست نہیں ہے۔ ’توہین رسالتؐ‘ تو بش کے اسلام اور مسلمانوں پر کروسیڈ حملے کی ایک کڑی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے۔ ناروے کی حکومت نے تو اس توہین کی مذمت کی ہے اور اس کے صحافی اور حکومت نے معافی بھی مانگی ہے لیکن ہم نے کہا ہے کہ اس صحافی کی یہ معافی اس کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ اس کو تعزیری سزا دینا بھی ضروری ہے‘ نیز ناروے کا صحافی اصل مجرم نہیں ہے۔ اصل مجرم ڈنمارک کا صحافی ہے‘ باقی تمام یورپین اس کے نقال ہیں۔ البتہ ناروے حکومت پر اس شق کی بنیاد پر جس کو آپ نے نشان زد کیا ہے‘ دباؤ بڑھایا جاسکتا ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ اس کے صحافی نے مسلمانوں کی دل شکنی کی ہے‘ دیگر بین الاقوامی قوانین اور ناروے کے ملکی قانون کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی بھی کی ہے‘ لہٰذا اسے ان سب کی خلاف ورزی کی بنیاد پر تعزیری سزا دی جائے۔(مولانا عبدالمالک)

گھریلو رویے اور تربیت

س: میرے سسرال والوں کا تعلّق تحریک اسلامی سے ہے۔ میں خود بھی تحریک سے وابستہ ہوں مگر ناروا گھریلو رویوں کی بنا پر میں ذہنی اذیت سے دوچار ہوں۔

میری ساس سخت مزاج ہیں۔ وہ مجھے طنز کا نشانہ بناتی رہتی ہیں۔ انھوں نے میری بیٹی کو مجھ سے بعض غلط فہمیاں پیدا کر کے دُور کر دیا ہے‘ جو مزید باعثِ اذیت ہے۔ کیا ایک ساس کا ایسا رویہ درست ہے؟

کچھ عرصہ پہلے ایک معمولی واقعے سے میری ساس بری طرح ناراض ہوگئیں‘ جب کہ زیادتی بھی ان کی تھی۔ میں نے ان کی غلط روش پر توجہ دلائی تھی کہ آپ کا رویہ درست نہیں‘ کچھ تلخی بھی ہوگئی۔ مگر میرے خاوند نے مجھے ہی مجبور کیا کہ تم معذرت کرو۔ میرے پس وپیش پر انھوں نے مجھے گھر سے نکالنے کی دھمکی دی۔ کیا بیوی کی کوئی عزتِ نفس نہیں ہے؟ کیا اسلام اسے کوئی حق نہیں دیتا؟ کیا تحریک کے ذمے داران کا فریضہ نہیں کہ اپنے رفقا کے رویے کی اصلاح کریں اور ان کو توجہ دلائیں؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ج: آپ کی ذہنی پریشانی اور تکلیف کے احساس سے بہت دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید صبر و استقامت کی توفیق دے اور آپ کے شوہر اور سسرال والوں کو ہدایت سے نوازے۔

تحریکِ اسلامی جو ذہن بنانا چاہتی ہے، سادہ لوحی میں ہم اسے رکنیت، نظامت، امارت وغیرہ سے منسلک کر دیتے ہیں۔ بلاشبہہ تحریک اسلامی کی رکنیت ایک اعزاز ہے لیکن اس سے زیادہ ایک امتحان بھی ہے کہ جس ربّ کریم کی اطاعت اور حق کی پیروی اور حق کی اشاعت و اظہار کا عہد کیا گیا ہے اسے کہاں تک اپنی ذاتی زندگی خصوصاً اہلِ خانہ کے ساتھ تعلقات میں اختیار کیا گیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ بعض اوقات یہ شکایات بھی سننے میں آتی ہیں کہ تحریک سے وابستہ فلاں صاحب نے تجارتی شریک کے ساتھ وہ رویہ نہیں رکھا جو متوقع تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں معیارِ مطلوب اور حقیقت واقعہ میں فرق ہمیشہ ملحوظ رکھنا ہوگا اور کوشش کرنی ہوگی کہ حقیقتِ واقعہ کم سے کم عرصے میں معیار مطلوب کے مطابق ہو جائے۔ مذکورہ سوال کے ضمن میں چند باتیں عرض ہیں:

پہلی بات یہ کہ کیا ایک دادی یا نانی کو اپنے بیٹے یا بیٹی کی اولاد کو اس کی حقیقی ماں یا باپ سے متنفر کرنے کا حق ہے؟ قرآن کریم کا اور سنت کا واضح حکم ہے کہ صلہ رحمی کی جائے اور قطع رحمی نہ کی جائے، حسنِ ظن کو اختیار کیا جائے اور سوءِ ظن سے اجتناب کیا جائے۔ ایک فرد کو کم تر کر کے نہ دکھایا جائے کہ یہ غیبت کی تعریف میں آتا ہے۔ اس غلطی کا ارتکاب ایک دادی یا نانی کرے، یا ایک بہو یا داماد کرے، فرق واقع نہیں ہوتا۔ اس میں نہ جنس کی قید ہے نہ عمر کی نہ رشتے کی۔ اس لیے اگر ایک دادی صاحبہ اپنے بیٹے کی اولاد کو اس کی حقیقی ماں سے متنفر کرتی ہیں تو وہ قرآن و حدیث کے واضح احکام کی خلاف ورزی کرتی ہیں، چاہے وہ اور ان کا پورا خاندان تحریکِ اسلامی کے کیسے ہی منصب پر کیوں نہ فائز ہو۔ یہ اپنی جگہ پر غلطی ہے اور اس کی اصلاح کرنا ان کا تحریکی فریضہ ہے۔ لیکن وہ ایسا کیوں کرتی ہیں؟ کیا اس کا سبب ان کا احساسِ عدمِ تحفظ ہے کہ ان کی لائی ہوئی بہو ان کے بیٹے پر 'قابض' ہو جائے گی یا گھر میں اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے ایسا کرتی ہیں، یا بہو کی کسی بات کو دل میں رکھ کر اس کے ردّعمل کے طور پر ایسا کرتی ہیں؟ ان سوالات کا جواب میرے پاس تو نہیں ہے، شاید آپ کے پاس بھی نہ ہو، لہٰذا اس حوالے سے ظن و گمان سے بچنا ہی بہتر ہوگا۔

دوسری بات آپ نے یہ دریافت کی ہے کہ کیا شوہر اپنی والدہ کے کہنے میں آ کر بیوی کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گھر سے نکال سکتا ہے؟ قرآن و سنت کی تعلیمات تحریکِ اسلامی کے لٹریچر میں وضاحت سے ملتی ہیں' کہ ایک شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو اپنا لباس سمجھے اور لباس کو جسم سے الگ کر کے نہ خود عریاں ہو نہ بیوی کو اس آزمایش سے گزارے۔ قرآن متوجہ کرتا ہے کہ اگر بعض فطری رجحانات کی بنا پر بیوی کی کوئی ایک بات ناپسند بھی ہو تو یہ سوچے کہ اس کی دوسری خوبیاں کتنی قیمتی ہیں اور ان کی بنا پر اس سے علیحدگی یا اسے دُور کرنے کا قصد نہ کرے۔ اسلام کی نگاہ میں یہ رشتہ اتنا اہم ہے کہ اسے برقرار رکھنے اور بہتر بنانے کے لیے اور غلط فہمی دُور کرنے کے لیے ایک دوست غلط بیانی بھی کر سکتا ہے' جو عام حالات میں شدّت سے منع ہے۔ اس رشتے کو کمزور کرنے اور بگاڑنے کے لیے شیطان اپنی ذرّیت کو 'نشانِ امتیاز' دینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

عام طور پر ساس بننے کے بعد ایک خاتون کا طرزِعمل کچھ نہ کچھ بدلتا ہے۔ اس کی اصلاح صرف دعا' اپنی جانب سے بھلائی' احسان کے رویے اور اللہ سے صبر و استقامت کی مسلسل دعا کے ذریعے سے ہی کی جا سکتی ہے۔

ایسے افراد کے لیے جو تحریکِ اسلامی سے وابستہ ہوں اصلاح و احتساب کا نظام تحریک کے اندر بھی اور خاندانوں کے معاملات کے حوالے سے بھی باقاعدہ ہونا چاہیے۔ ایک تحریکی کارکن کا اپنی رپورٹ میں یہ بیان کر دینا کہ اس نے کتنے افراد تک دعوت پہنچائی' کتنے اجتماعات میں شرکت کی' کیا مالی اعانت کی' کافی نہیں ہے۔ وہ کہاں تک اپنے خاندان میں محبّت' عدل' نرمی اور بھلائی سے پیش آرہا ہے اور کہاں تک ماں باپ کی حمایت یا بیوی کی حمایت کی جگہ حق کی بات پر عمل کر رہا ہے' رپورٹ کا حصّہ ہونا چاہیے۔

ہم جس معاشرتی' معاشی اور سیاسی تبدیلی و انقلاب کا علَم لے کر نکلے ہیں اس میں گھر بنیادی اہمیّت رکھتا ہے۔ جب تک گھر کے محاذ پر ایک مجاہد اپنی سیرت کے کھرے ہونے کا مظاہرہ نہیں کرتا وہ بڑے محاذوں پر بحسن و خوبی اپنا کردار ادا نہیں کر سکے گا۔

ایسے مواقع پر بھی جب آپ کو اپنی ساس کے غلط ہونے کا یقین ہو' اگر آپ براہِ راست انھیں جواب نہ دیں تو آپ کے اجر میں زیادہ اضافہ ہوگا کہ آپ نے رشتے کے احترام میں ایسا کیا۔ ہاں' اپنے شوہر کو ضرور مطلع رکھیے کہ آپ کو کیا کچھ کہا گیا لیکن آپ نے کسی بات کا جواب نہیں دیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شوہر کی یہ اہم ترین ذمہ داری ہے کہ معاملات کو احسن انداز سے لے کر چلے کہ والدین کو ان کا مقام ملے اور اہلِ خانہ کے حقوق بھی مجروح نہ ہوں' بالخصوص اہلیہ تنہائی کے احساس کا شکار نہ ہوں۔

جہاں تک ماں کو ناراض کرنے کا تعلق ہے' بلاشبہہ قرآن و حدیث میں ماں کی اطاعت و فرماں برداری اور خوشنودی کا بار بار ذکر ہے لیکن وہی قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ اگر والدین شرک کا حکم دیں تو کوئی اطاعت نہیں۔ حدیث بھی یہی بات کہتی ہے کہ "خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں"۔ اس لیے اگر ماں یا باپ ایک ایسی بات کا حکم دیتے ہیں جو حق کے منافی ہے تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اسلام کے اصول واضح ہیں' ان میں کوئی ایچ پیچ اور مصلحتیں نہیں ہیں۔ تاہم معاملات کو حکمت' معاملہ فہمی' وضع داری' حسنِ سلوک' غیر جذباتیت اور صبر و تحمل کے ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ آخرت پر نظر رہنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے آسانی اور اس کی راہ میں استقامت کے لیے خصوصی دعا بھی کرنا چاہیے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

۳۰۰۰ روپے ادا کر کے

ترجمان القرآن کے معاون خصوصی بنیے

یہ آپ کے لیے اعزاز ہے' ہمارے لیے بھی!

مدیر ترجمان القرآن کی اپیل سے آغاز کیا تو ہدف ایک ہزار معاونین تھا۔ مناسب رسپانس نہ ملنے پر اسے ۵۰۰ کر دیا گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب یہ ہدف حاصل ہوگیا ہے۔ اس وقت ۵۲۵ معاونین خصوصی ہیں ـــــــ اب نیا ہدف ۷۰۰ ہے

ہدف کم کرنے کو بعض کرم فرماؤں نے چیلنج سمجھا' امید ہے کہ ۷۰۰ کی کوشش میں ۱۰۰۰ کا ہدف حاصل ہو جائے گا' ان شاء اللہ!

اپیل صرف ان حضرات و خواتین سے ہے جن کے لیے ۳ ہزار کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ بائبل پیپر پر بیرونی ایڈیشن مستقل ارسال کیا جائے گا۔ آپ زرسالانہ کی ترسیل کی زحمت سے بچ جائیں گے۔

© rasailojaraid.com